خوشبوئے تولا

حسین سحر

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صل على محمد وآل محمد

خوشبوئے تولا

(دینی شاعری)

حسین سحر

سحر سنز۔ ملتان

ضابطہ

اشاعت اول: 2011ء

اہتمام: الکتاب گرافکس ملتان

طباعت: عاتکہ پرنٹرز

ہدیہ: -/150روپے

ملنے کا پتا

کتاب نگر حسن آرکیڈ۔ملتان

انتساب

اپنے والدین کی ارواحِ جلیلہ

کے نام!

ترتیب

شمار	عنوان	صفحہ
1	حمد	9
2	مناجات	11
	نعت	
3	ہم جو صحنِ حرم میں بیٹھے ہیں	15
4	جس کو بھی مدحتِ احمدؐ کا شرف ملتا ہے	17
5	عکسِ صفاتِ ربِ عُلیٰ ہے نبی کی ذات	19
6	حاضر ہوں جلوہ گاہِ رسالتمآب میں	21
7	دردوالم میں شاہِ مدینہ کو یاد کر	23
8	عظمتِ کردار کا روشن چراغ اس نے دیا	25
9	دکھا ہم کو بھی وہ منظر سنہری جالیوں والے	27
10	شانِ صدر رشکِ عزوجاہ لکھوں	29
11	اس سے بڑھ کر کیا ہو عظمت آپ کی؟	31
12	جی بھر کے رنگِ گنبدِ خضرا سمیٹ لوں	34
13	قصیدہ میمیہ	36
	مناقب	
14	خوشبوئے تولّا	41
15	تاجدارِ ہل اتیٰ	43

16 روحِ کائنات 49

17 علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ 52

18 ابوتراب 54

19 مدحتِ امام 57

20 مشکل کشاء 59

21 فاطمہ زہراؑ 62

22 حسنؑ کی ذات 64

23 عکسِ پیمبرؐ 66

24 امامِ آشتی 69

25 پیکرِ اسلام 71

26 امامِ صلح 73

27 طلوعِ سحر 75

28 شبیرؑ 78

29 علمدار 81

30 عباسؑ 83

31 شہزادیٔ مظلوم 85

32 امامِ آخریں 87

33 روشنی کا سرچشمہ 91

34 خورشیدِ جہاں تاب 93

35 سالارِ کارواں 96

36 نورِ حق 98

37 پنجتنی 102

38 میں ابوترابی ہوں 104

39 ہم حسینی ہیں 106

سلام

40 شہیدِ کرب و بلا کے غم میں جو اشک آنکھوں میں آ رہا ہے 113

41 یوں لہوِ شبیرؑ کا پتھر پہ ہے ٹھہرا ہوا 115

42 ہمارے اشک اگر دل کے ترجماں ہوتے 117

43 سلام دشتِ مصائب کے ان مکینوں کو 119

44 بکھری ہوئی ہے بوئے گلِ تر کہاں کہاں 121

45 سر ہے سجدے میں جاں کی بازی ہے 123

46 خود اپنے خون کی دے کر زکات کو تو نے 125

47 شعور و آگہی ہے کربلا سے 127

48 نبی کے دل کا سرور اور چین زندہ ہے 129

49 فطرت میں ہر بشر کی ہے میلانِ خیر و شر 131

50 صفِ عزائے زمیں سے بڑھ کر حسینؑ کا غم ہے آسماں پر 133

51 کیا ہواؤں نے کربل میں شور و شین ایسا 135

نوحہ

52 سکینہ روتے روتے سو گئی ہے 139

53 روتے ہوئے دیکھا ہے دریا کے کناروں کو 141

54 قطعات 143

حمد

لائقِ حمد ذات اُس کی ہے
سربسر کائنات اُس کی ہے

افضل الذکر ہے اُسی کا ذکر
ساری باتوں میں بات اُس کی ہے

نور و ظلمت کا ہے وہی خالق
دن اُسی کا ہے رات اُس کی ہے

ہے لچک ڈال ڈال میں اُس کی
تازگی پات پات اُس کی ہے

وہی روحِ جہاں کا ہے مالک
سب حیات و ممات اُس کی ہے

بحر و بر کا وہی تو ہے سلطاں
سلطنت شش جہات اُس کی ہے

گرچہ ہر سو ہیں مختلف راہیں
اصل راہِ ثبات اُس کی ہے

ہے سحرؔ پیروِ حبیبؐ خدا
لازمی اب نجات اُس کی ہے

مناجات

اے رب !دوجہاں کے خدا اِہدنالصراط
کرتے ہیں تیری حمد و ثنا اِہدنالصراط

اے بادشاہِ ارض وسما! اِہدنالصراط
پروردگارِ ہر دوسرا اِہدنالصراط

ہم ہیں اسیرِ حرص وہوا اِہدنالصراط
پردہ نگاہ پر ہے پڑا اِہدنالصراط

کربوئے خلد ہم کو عطا اِہدنالصراط
دوزخ کی سختیوں سے بچا اِہدنالصراط

کیا حق کا راستہ ہے بھلا اِہدنالصراط
تو ہے ہمارا راہ نما اِہدنالصراط

کرذات کا شعور عطا اِہدنالصراط
ہم کو نہیں ہے اپنا پتا اِہدنالصراط

شام وسحر پکار رہے ہیں تجھی کو ہم
اے روشنی صبح ومسا اِہدنالصراط

نعت

☆

ہم جو صحنِ حرم میں بیٹھے ہیں
سائبانِ کرم میں بیٹھے ہیں

یہ فضیلت بھی کیا کوئی کم ہے ؟
شہرِ شاہِ امم میں بیٹھے ہیں

ہم کو جنت کی کچھ نہیں پروا
رشکِ باغِ ارم میں بیٹھے ہیں

کتنے مہر و مہ و نجوم ان کی
خاکِ نقشِ قدم میں بیٹھے ہیں

منزلِ عشق کو چلے رہرو
ہم غمِ بیش وکم میں بیٹھے ہیں

کتنے طوفان آنسوؤں کے سحر
اک مری چشمِ نم میں بیٹھے ہیں

☆

جس کو بھی مدحتِ احمدؐ کا شرف ملتا ہے
خاص اس کا یہ فرشتوں سے شغف ملتا ہے

ایک ہی ذات کا چرچا ہے زمیں تا بہ فلک
ایک ہی نام ہے جو چاروں طرف ملتا ہے

کبھی چلتا ہے شہ دیںؐ کے اشارے پہ شجر
کبھی ہاتھوں میں سخن کرتا خزف ملتا ہے

بارگاہِ نبویؐ میں ہے ہجومِ عشاق
جو بھی ملتا ہے یہاں جان بکف ملتا ہے

آپؐ کی چشمِ کرم ہو تو سکوں ہو، ورنہ
گردشوں کو تو مرا دل ہی ہدف ملتا ہے

عشق کا سوز نہیں عام دلوں کے لائق
یہ وہ گوہر ہے جسے خاص صدف ملتا ہے

علم کے شہر کی ہو جس کو تمنا، آئے
سحر و شام کھلا بابِ نجف ملتا ہے

☆

عکسِ صفاتِ ربِ عُلا ہے نبیؐ کی ذات
آئینۂ جمالِ خدا ہے نبیؐ کی ذات

رونق فزائے صبح و مسا ہے نبیؐ کی ذات
روح و روانِ ارض و سما ہے نبیؐ کی ذات

کونین پر ہے چھائی ہوئی جس کی روشنی
ایسی شعاعِ شمعِ حرا ہے نبیؐ کی ذات

گلزارِ کائنات میں رونق اسی سے ہے
رنگِ بہار بوئے صبا ہے نبیؐ کی ذات

راہوں کے پیچ و خم سے کوئی آشنا نہیں
منزل کی صرف راہ نما ہے نبیؐ کی ذات

انسانیت کے درد کے درماں کی شکل میں
خلاقِ کُل کی خاص عطا ہے نبیؐ کی ذات

ہم کو بھلا ہو گرمئ محشر کا خوف کیوں؟
بے پایاں رحمتوں کی ردا ہے نبیؐ کی ذات

گھبراؤں کس لئے میں سحرؔ مشکلات میں؟
ہر مسئلے میں عقدہ کشا ہے نبیؐ کی ذات

☆

حاضر ہوں جلوہ گاہِ رسالت مآبؐ میں
گویا ہوں میں پناہِ رسالت مآبؐ میں

جبریلؑ کے پروں کو بھی ہرگز نہیں نصیب
رفعت ہے جو کلاہِ رسالت مآبؐ میں

ہم امن و آشتی کے علمدار کیوں نہ ہوں؟
شامل ہیں ہم سپاہِ رسالت مآبؐ میں

پروانہ وار شمع کے چوگرد ہیں سبھی
اصحاب بزمِ شاہِ رسالت مآبؐ میں

ہر رہروِ نجات کو معلوم ہے سحرؔ
منزل ہے صرف راہِ رسالت مآبؐ میں

☆

درد و الم میں شاہِؐ مدینہ کو یاد کر
بیمار ہے تو رشکِ مسیحا کو یاد کر

چارہ گرِ مصائبِ دنیا کو یاد کر
مشکل میں ہے اگر شہؐ طیبہ کو یاد کر

آنکھوں کے ساتھ دل کی جو بینائی چاہیے
نورِ جمالِ گنبدِ خضرا کو یاد کر

تقدیر کا عروج اگر چاہیے تجھے
بس ان کی خاکِ نقشِ کفِ پا کو یاد کر

سیرابئ حیات ہے ذکرِ شہؐ زمن
تشنہ ہے گر تو موجۂ دریا کو یاد کر

گر چاہتا ہے روح میں ایماں کی وسعتیں
طیبہ کے ریگزار کو صحرا کو یاد کر

سانسوں کو چاہیے جو سحر خلد کی مہک
پھر سے ہوائے شہرِ تمنا کو یاد کر

☆

عظمتِ کردار کا روشن چراغ اُس نے دیا
گمرہوں کو منزلِ حق کا پتا اس نے دیا

عکس جس کا ہے ہماری زندگی کا رہنما
وہ عمل کا جگمگاتا آئنہ اس نے دیا

دستگیرِ نوعِ انساں کون ہے اُس کے سوا؟
آدمیت گر رہی تھی آسرا اس نے دیا

ہم تہی داماں تھے بخشی دولتِ ایماں ہمیں
خاک تھے ہم کو عمل کا کیمیا اس نے دیا

ہم کہ اپنی ذات ہی کی ظلمتوں میں قید تھے
ہم کو نورِ شمعِ عرفانِ خدا اس نے دیا

ہم کہاں اور نعتِ سرور کی سحرؔ ہمت کہاں؟
حق تو یہ ہے مدح کا سب حوصلہ اس نے دیا

☆

دکھا ہم کو بھی وہ منظر سنہری جالیوں والے!
نہیں کوئی ترا ہمسر سنہری جالیوں والے!

ہوا سے بھی کہیں ہم تیز تر اڑتے ہوئے پہنچیں
ملیں ہم کو جو بال و پر سنہری جالیوں والے!

ہمارے ہاتھ میں ہیں جو خزف ریزے دعاؤں کے
بنیں تاثیر کے گوہر سنہری جالیوں والے!

اندھیروں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے
چراغاں دل کے ہو اندر سنہری جالیوں والے!

سحرؔ بھی گامزن ہے مسلکِ کعبؓ و بوصیریؒ پر
اسے بھی ہو عطا چادر سنہری جالیوں والے!

☆

شانِ صد رشکِ عز و جاہ لکھوں
مدحِ شاہِ جہاں پناہ لکھوں

کہکشاں جن کی گردِ راہ بنے
کیوں نہ میں ان کو رشکِ ماہ لکھوں

عرشِ باری کی روشنی لے کر
منظرِ حسنِ جلوہ گاہ لکھوں

لا کے نوکِ قلم پہ اشکوں کو
اپنا حالِ دلِ تباہ لکھوں

ذہن ہو مشکبو سحر میرا
سوچتا ہوں کہ نعتِ شاہؐ لکھوں

اس سے بڑھ کر کیا ہو عظمت آپؐ کی
خود خدا کرتا ہے مدحت آپؐ کی

ہے مرا اسلام طاعت آپؐ کی
ہے میرا ایماں محبت آپؐ کی

سر جھکا لیتے شہنشاہِ جہاں
دیکھتے جو شان و شوکت آپؐ کی

جس کو دشمن بھی ہیں دل سے مانتے
ہے صداقت اور امانت آپؐ کی

اس کو یاد آیا خدا بے ساختہ
جس نے بھی دیکھی ہے صورت آپؐ کی

زیرِ سایہ آپ کے سارا جہاں
ساری دنیا پر ہے رحمت آپؐ کی

ہر زمانہ آپؐ کے زیرِ نگیں
ہر زمانے پر حکومت آپؐ کی

کہہ رہا ہے واقعہ معراج کا
عرش سے بڑھ کر ہے رفعت آپؐ کی

اب کوئی انساں بھٹک سکتا نہیں
رہنمائی کو ہے سیرت آپؐ کی

جان دینا تو نہیں ہے بات کچھ
جان سے بڑھ کر ہے عزت آپؐ کی

آپ کے ہونٹوں پہ ہے نعتِ رسولؐ
ہے سحرؔ کیا خوب قسمت آپ کی

☆

جی بھر کے رنگِ گنبدِ خضرا سمیٹ لوں
یوں روشنی اے دیدۂ بینا! سمیٹ لوں

ہو اُن کے رخ کی دید تو کشکولِ چشم میں
نورِ جمالِ عرش معلّٰی سمیٹ لوں

پلکوں سے چوم لوں جو کبھی ان کا نقشِ پا
سارے جہان کا میں اُجالا سمیٹ لوں

حاضر ہوں آستانِ شہِؐ کائنات پر
اس لمحۂ رواں میں زمانہ سمیٹ لوں

جو رشکِ آسماں ہے، اُسی بارگہ میں ہوں
قسمت کا کیوں نہ اپنی ستارہ سمیٹ لوں

یہ عشق کی نماز ہے جاری ہے ہر نفس
پھر کس طرح میں اپنا مُصلّا سمیٹ لوں ؟

کیا دستِ مصطفیٰ کی سخاوت کی بات ہے
مانگوں جو ایک بوند تو دریا سمیٹ لوں

خالی نہ دل ہو آلِ محمدؐ کی چاہ سے
اس جام میں شرابِ تولا سمیٹ لوں

لکھوں جو اُن کی مدح سحر حرف حرف میں
خوشبوئے باغِ جنتِ اعلیٰ سمیٹ لوں

قصیدۂ میمیہ

محمدؐ و احمد و معظم
مصدق و طیب و مکرم
بشیر و منذر رشید و اُمی
سلیم و اسلم، کریم و اکرم
نبیؐ کہ جس پر ہیں رشک کرتے
خلیلؑ واسحاقؑ ونوحؑ و آدمؑ
اُسی کے حلقہ بگوش ہیں سب
کلیمؑ سینا کہ ابن مریمؑ
تمام نبیوں کا مقتدا ہے
تمام پیغمبروں کا خاتم

اُسی کی دہلیزِ محتشم پر
جبینِ شاہانِ دہر ہے خم
اُسی کی ہے ذات ذاتِ اعلیٰ
اُسی کا ہے اسم اسمِ اعظم
کلام اُس کا کلامِ ربی
پیام اس کا پیامِ محکم
معلم ِ دینِ اہلِ صفہ
مبلغِ بزم دارِ ارقم
ہے اس کی ہمت عظیم وعالی
اور عزم ہے محکم ومصمم
ابد تلک آدمی کی خاطر
اسی کی سیرت ہے بس مسلم
تڑپ رہی تھی جو نوعِ انساں
رکھا ہے زخموں پہ اس نے مرہم

لہو کے پیاسوں کو دیکھتے ہی
پرویا الفت میں اس نے باہم
عدو کے بھی سامنے ہمیشہ
ہے اسکا لہجہ برنگِ شبنم
جواب میں دیں دعائیں ان کو
وہ دشمنوں سے ہوا نہ برہم
طلب شفاعت کی اس سے کچھ
نہ ہوگا جس کا کرم کبھی کم
جسے رہا صرف فکرِ امت
جسے رہا صرف قوم کا غم
سحر زمین اور آسماں سے
یہی صدا آرہی ہے پیہم
نزول رحمت کا ہو خدایا
نبیؐ وآلِ ؑ نبی پہ ہردم

مناقب

خوشبوئے تولاّ

آباد غلاموں سے ہے یوں کوئے تولاّ
ہے ایک جہاں جیسے رواں سوئے تولاّ

جب میں نے کبھی آلِ محمدؐ کا لیا نام
سانسوں میں مہکنے لگی خوشبوئے تولاّ

کیونکر نہ مرے لب سے ہو اظہارِ مودت
بہتی ہے مرے خون میں اِک جوئے تولاّ

بچپن سے ہوں میں پنجتنِ پاک کا شیدا
گھٹی میں ملی ہے یہ مجھے خوئے تولاّ

دنیا کے تعلق سے ہے بیزار مرا دل
ہے سب سے الگ ایک یہ پہلوئے تولاّ

ہو حشر کی گرمی کی بھلا کیا ہمیں پروا
ہے سایہ فگن سر پہ جو گیسوئے تولاّ

اِک نور سا پھیلا ہے سحر برسرِ آفاق
چمکا ہے مری فکر سے یوں روئے تولاّ

تاجدارِ ھل اتیٰ

بتائیں کیا علیؑ کی ذات کیا ہے؟
وہ ہستی تاجدارِ ہل اتی ہے

علیؑ کی ذات وہ معجز نما ہے
کہ جس کا جلوۂ رخ جابجا ہے

علیؑ کا نام وہ نامِ عَلی ہے
درِ جنت پہ جو لکھا ہوا ہے

جو ہر جن وبشر کا پیشوا ہے
وہی ہر حال میں عقدہ کشا ہے

علی ٹوٹے دلوں کا آسرا ہے
علی کا نام ہر دکھ کی دوا ہے

علی کے نام میں وہ ولولہ ہے
جو نعرہ بن کے رَن میں گونجتا ہے

وہی بے شک وصیِ مصطفیٰؐ ہے
جو آرامِ دل خیر النساء ہے

کہیں حیدر کہیں وہ مرتضیٰ ہے
خضر ہے وہ کہیں وہ ایلیا ہے

تلاطم میں وہی ساحل نما ہے
برائے کشتیِ حق ناخدا ہے

ٹھکانہ کیا علیؑ کے علم کا ہے
کہ جبرائیل بھی جس سے پڑھا ہے

اُسی کا خون ہی دیں کی بقا ہے
کہ فرزند اس کا شاہِ کربلا ہے

وہ جانِ اصفیاء واذکیا ہے
وہی روح و روانِ اولیا ہے

زمانے بھر کے عارف کہہ رہے ہیں
علیؑ سب عارفوں کا رہنما ہے

وہی مولائے کل ہے دو جہاں میں
پیمبرؐ نے جسے مولا کہا ہے

ولادت خانۂ کعبہ میں اس کی
وہ رتبہ ہے کہ جو سب سے بڑا ہے

شہادت مسجدِ کوفہ میں اس کی
سعادت ہے کہ جو سب سے جدا ہے

ہے شاہد لہجۂ نہج البلاغہ
علیؑ قرآن ہے جو بولتا ہے

حنین و بدر و خندق کا مجاہد
شجاعانِ جہاں کا پیشوا ہے

لقب ہے مسلمِ اول اُسی کا
وہی جو نازشِ آلِ عبا ہے

ہے جس کا ذکر بھی عینِ عبادت
اسی کا نامِ نامی دلکشا ہے

اسی کا نام ہے دھڑکن دلوں کی
اسی کا نام آنکھوں میں بسا ہے

کوئی سلمانؓ ہے کوئی ابوذرؓ
ولا کا جام جس جس نے پیا ہے

پکارو تو سہی اک بار لے کر
علی کا نام ہی مشکل کشا ہے

جو پھر سے ڈوبتا سورج پلٹ دے
زمین وآسماں کی وہ ضیا ہے

تراب اس کے تعلق پر ہے نازاں
نظامِ خشک و تر کی جو بنا ہے

نبیؐ کے بعد بس اک ہے وہ ہستی
بڑا جتنا کہیں اس کو بجا ہے

دل وجاں کیوں نہ ہوں سیراب اس سے
مودت کا جو زمزم بہہ رہا ہے

سحر میں محو ہوں مدحِ علیؑ میں
قلم میرا جو خوشبو میں بسا ہے

روحِ کائنات

رنگینیٔ صفات ہے مشکل کشا کے ساتھ
نیرنگیٔ حیات ہے مشکل کشا کے ساتھ

جاری ہے شرق وغرب کے پیکر میں جو سدا
وہ روحِ کائنات ہے مشکل کشا کے ساتھ

مولود ہے وہ خانۂ خلاقِ دہر کا
نورِ الٰہیات ہے مشکل کشا کے ساتھ

معراجِ حق کا واقعہ شاہد ہے آج بھی
عکسِ تجلیات ہے مشکل کشا کے ساتھ

وجہ ولسان وعین وید اللہ کی شکل میں
ممکن ظہورِ ذات ہے مشکل کشا کے ساتھ

سائل کو دی انگوٹھی رکوعِ نماز میں
کیا بخشش زکات ہے مشکل کشا کے ساتھ

بدر و حنین و خندق و خیبر گواہ ہے
بے شک رہِ ثبات ہے مشکل کشا کے ساتھ

دستِ ابوتراب میں ہے نظم کائنات
تزئینِ شش جہات ہے مشکل کشا کے ساتھ

صامت اگر کتاب ہے ناطق امام ہے
تفسیرِ بیّنات ہے مشکل کشا کے ساتھ

حل ہو کے مشکلات نے ثابت یہ کر دیا
ہر حلِ مشکلات ہے مشکل کشا کے ساتھ

ہم کو تلاطمِ غمِ ہستی کا خوف کیا؟
جب کشتیٔ نجات ہے مشکل کشا کے ساتھ

کیونکر نہ سر جھکائے سحرؔ بابِ علم پر
اظہارِ معجزات ہے مشکل کشا کے ساتھ

علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

ولادت اس کی بے بدل
شہادت اس کی بے بدل
امامت اس کی بے بدل
خلافت اس کی بے بدل ...... ہے بائے مصحفِ جلی ...... علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ
عبادت اس کی منفرد
سخاوت اس کی منفرد
شجاعت اس کی منفرد
عدالت اس کی منفرد ...... کمالِ حسنِ رہبری ...... علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ
ہے روحِ کائنات وہ
مدارِ شش جہات وہ
ہے آئنہ صفات وہ
ہے عکسِ نورِ ذات وہ ...... کہ سر تا سر ہے روشنی ...... علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

وہ حلِ مشکلات ہے
سفینۂ نجات ہے
قدم قدم ثبات ہے
رکوع میں زکات ہے...... وہ ہے شعورِ بندگی...... علی علی علی علی
صداقتوں کی جان وہ
بصیرتوں کی آن وہ
فصاحتوں کا مان وہ
بلاغتوں کی شان وہ...... ہے بابِ علم و آگہی...... علی علی علی علی
نبی کا وہ وزیر ہے
جو مالکِ غدیر ہے
جہاں کا وہ امیر ہے
سحَر کا ایسا پیر ہے...... نثار جس پہ زندگی...... علی علی علی علی

ابوترابؑ

فضیلتوں کا انتساب ابوترابؑ ابوترابؑ
سعادتوں کا انتخاب ابوترابؑ ابوترابؑ

کتابِ علم و آگہی وہ بابِ حکمتِ نبیؐ
شعور و فکر کا نصاب ابوترابؑ ابوترابؑ

برس رہے ہیں صبح و شام جس سے معرفت کے جام
ہے یقیں کا وہ سحاب ابوترابؑ ابوترابؑ

جو نورِ حق کا آئنہ   ازل سے ہے چمک رہا
اس آئنے کی آب وتاب   ابوترابؑ   ابوترابؑ

حریم حق میں باریاب   کس کا لہجۂ خطاب
کون ہے پسِ حجاب   ابوترابؑ   ابوترابؑ

یہ کون روحِ خاکداں   ہے دم بدم رواں دواں
وہی ہے آسماں جناب   ابوترابؑ   ابوترابؑ

جو بعدِ ضربتِ ستم   ہوا ہے عرش کی قسم
بہ ربِ کعبہ کامیاب   ابوترابؑ   ابوترابؑ

نظامِ دینِ مصطفٰی   مدارِ فکرِ مرتضٰے
پیامِ راہ انقلاب   ابوترابؑ   ابوترابؑ

جری سخی ذکی صفی   ولی وصی جلی خفی
وہ جس کے رخ ہیں بے حساب   ابوترابؑ   ابوترابؑ

رواں ہے یہ زبان پر   وظیفۂ شب و سحر
ابوترابؑ   ابوتراب   ابوترابؑ   ابوترابؑ

مدحتِ امامؑ

یہ عزوجاہ وشان ہے یہ شوکتِ امامؑ
ہے آسماں سے بڑھ کے کہیں رفعتِ امامؑ

مرکز عقیدتوں کا ہے یوں تربتِ امامؑ
ہردل میں موجزن ہے مئے الفتِ امامؑ

ہے ان کی ذات باعثِ تزئینِ کائنات
ثابت ہے دوجہان میں یوں عظمتِ امامؑ

خندق کا ایک معرکہ شاہد ہے آج تک
بڑھ کر عبادتوں سے ہے اک ضربتِ امامؑ

دیکھے کہ کیسے ڈوبتا سورج پلٹ دیا
ہو دیکھنی کسی کو اگر قدرتِ امامؑ

لمحے میں بابِ قلعہ کو جڑے سے دیا اکھاڑ
کیا قوتِ امام ہے کیا طاقتِ امامؑ

کرب وبلائے دہر میں جاں اپنی وار کر
ہم بھی ادا کریں گے حقِ نصرتِ امامؑ

میں ہوں غلام ان کا تو آقا ہیں وہ مرے
کافی ہے بس یہ میرے لئے نسبتِ امامؑ

مشغول اُن کی مدح میں اِک میں نہیں سحرؔ
کرتے ہیں خود خدا و نبیؐ مدحتِ امامؑ

مشکل کشا

مرتضیٰ کا نام لو،شیرِ خدا کا نام لو
جب بھی مشکل ہو کوئی مشکل کشا کا نام لو

رنج اور غم سے نجات آخر تمہیں مل جائے گی
شاہِ مرداں محورِ ارض و سما کا نام لو

ہر مصیبت ہر مرض کا ایک ہی بس ہے علاج
رشکِ عیسیٰؑ ہے جو اُس دستِ شفا کا نام لو

پوری ہو جائے گی ہر حاجت تمہاری دیکھنا
دہر کے عقدہ کشا حاجت روا کا نام لو

دیکھتے ہی دیکھتے بھر جائے گا دامن وہیں
اپنے آقا اور مولاؑ کی عطا کا نام لو

ہے بصارت کے علاوہ گر بصیرت کی طلب
آفتابِ نورِ ایماں کی ضیاء کا نام لو

منزلِ عرفانِ حق تم کو اگر درکار ہے
اولیاء و اصفیاء کے پیشوا کا نام لو

روح تک سیراب ہو جائے گی اس کے فیض سے
ساقیِ کوثر کے بس جامِ ولا کا نام لو

کفر و باطل کا جو ہو لشکر تمہارے سامنے
فاتحِ خیبر کی شمشیرِ وغا کا نام لو

بازوؤں میں پھر سے اک ہمت نئی آجائے گی
تھام کر پرچم علم دارِ وفا کا نام لو

چھو نہیں سکتی تمہیں نارِ جہنم دوستو!
مصطفےٰؐ، حسنینؑ ، زہراؑ ، مرتضےٰ کا نام لو

حشر تک سر پر رہیں گی رحمتیں سایہ فگن
صبح ہو یا شام اصحابِ کساء کا نام لو

گر سحرؔ چاہو رسائی آگہی کے شہر تک
آستانِ بابِ علم مصطفےٰؐ کا نام لو

فاطمہ زہراؑ

کتابِ نور کی تنویر فاطمہ زہراؑ
بیانِ آیۂ تطہیر فاطمہ زہراؑ

نہ کیسے ان میں خدوخال ہوں رسالت کے؟
شہِؐ زمن کی ہیں تصویر فاطمہ زہراؑ

بھلا لقب نہ ہو خاتونِ خلد کیوں ان کا؟
ہے بابِ خلد پہ تحریر فاطمہ زہراؑ

رسولِؐ پاک نے مانگی تھی جو خدا کے حضور
اُسی دعا کی ہیں تاثیر فاطمہ زہراؑ

ہے ان کی اُمِ ابیہا جہاں میں کنیت
نبیؐ حق کی ہیں توقیر فاطمہ زہراؑ

خموش لفظ تھا عصمت کا آپؑ سے پہلے
مجسم اس کی ہیں تعبیر فاطمہ زہراؑ

گواہ حدیثِ کسا کا ہے حرف حرف تحریر
بنی ہیں دین کی تقدیر فاطمہ زہراؑ

حسنؑ کی ذات

سانچے میں نورِ حق کے ڈھلی ہے حسنؑ کی ذات
آئینۂ صفاتِ نبیؐ ہے حسنؑ کی ذات

کیونکر نہ ہو خدا و نبیؐ کو عزیز تر؟
لختِ دلِ بتول وعلیؑ ہے حسنؑ کی ذات

علم ورضا، تفکر وحکمت، ثبات وعزم
ان خوبیوں سے مل کے بنی ہے حسنؑ کی ذات

نورِ چراغِ بابِ علومِ محمدیؐ
مجموعۂ کمالِ جلی ہے حسنؑ کی ذات

دشمن کو اپنے بخش دیا تاج وتخت تک
کس درجہ بے نیاز وسخی ہے حسنؑ کی ذات

جس کے قلم نے تیغ کو دی ہے شکستِ فاش
یہ مردِ بے مثال وہی ہے حسنؑ کی ذات

سچ ہے دلاوری تو تحمل کا نام ہے
یوں کس قدر شجاع وجری ہے حسنؑ کی ذات

ان کا پیام امن واماں کا پیام ہے
ہر جنگ ہر جدل سے بری ہے حسنؑ کی ذات

ظلمت میں صبحِ عدل کے پیغامبر ہیں وہ
یعنی علاجِ تیرہ شبی ہے حسنؑ کی ذات

اُسوہ ہے ان کا راہِ حقیقت کا رہنما
معیارِ حُسنِ راہبری ہے حسنؑ کی ذات

مشکل میں ان کو کیوں نہ پکاریں گے ہم سحرؔ
جب عکسِ روحِ نادِ علیؑ ہے حسنؑ کی ذات

عکسِ پیمبرؐ

حسنؑ ایسا کسی کا بھی مقدر ہو نہیں سکتا
کہ صورت میں کوئی عکسِ پیمبرؐ ہو نہیں سکتا

کھلا ہے پھول جو پہلا گلستانِ امامت میں
کوئی اس پھول سے بڑھ کر معطر ہو نہیں سکتا

حسنؑ کی ذاتِ پُرانوار سے بڑھ کر زمانے میں
کوئی حلم ومروت کا سمندر ہو نہیں سکتا

اگر ہو جستجو دنیا کو راہِ امنِ عالم کی
کوئی پھر مجتبیٰؑ سے بڑھ کے رہبر ہو نہیں سکتا

شکستِ فاش دی جس نے ملوکیت کی چالوں کو
قیامت تک جوابِ صلحِ شبّرؑ ہونہیں سکتا

عدو کی گالیاں سن کر بھی جو غصے کو پی جائے
کوئی اس شخص سے بڑھ کر دلاور ہونہیں سکتا

عناد وبغض کی رگ کو جو جڑ سے کاٹ کر رکھ دے
محبت سے کوئی بھی تیز خنجر ہونہیں سکتا

نفاق وکفر کی کالک اتر سکتی نہیں دل سے
منافق کا کبھی چہرہ منور ہونہیں سکتا

زمین وآسماں کی وسعتیں ہیں قلبِ مومن میں
کوئی اس بحر کا ہرگز شناور ہونہیں سکتا

غمِ آلِ عبا میں آنکھ سے جو اشک ٹپکا ہے
کوئی بھی بیش قیمت اس سے گوہر ہونہیں سکتا

حقیقت ہے بغیر ذکرِ اہلِ بیتِ پیغمبرؐ
سحرؔ کوئی سخن مقبولِ داور ہونہیں سکتا

امامِ آشتی

جہاں شہرہ ہے ضربِ حیدری کا
وہیں ہے ذکرامامِ آشتی کا

حسنؑ کی صلح نانا کی ہے سنت
یہ گویا عکس ہے صلحِ نبیؐ کا

حسنؑ کا تذکرہ ہے صلح مندی
حسنؑ ہے نام امن وآشتی کا

قلم سے کارِ خنجر ہے جو لیتا
زباں پر ذکر آیا کس جری کا !

جدال وجنگ کے ظلمت کدے میں
پیامِ صلح رُخ ہے روشنی کا

جہاں شاہ وگداہیں فیض پاتے
وہ دستر خوان ہے کیسے سخی کا

حسنؑ کی پیروی میں عافیت ہے
سحرؔ یہ فیصلہ ہے ہر صدی کا

پیکرِ اسلامؑ

جس کے ہونٹوں پر ہمیشہ پنجتن کا نام ہے
خالقِ کونین کا اس پر بڑا انعام ہے

کون کہتا ہے بھلا وہ رندِ تشنہ کام ہے؟
جس کے ہاتھوں میں ولائے اہلِ حق کا جام ہے

دینِ حق جس طرح امن و آشتی کا نام ہے
یوں حسنؑ کی زندگانی صلح کا پیغام ہے

اک طرف مکرو ریائے بادشاہِ شام ہے
اک طرف روحِ صداقت، پیکرِ اسلام ہے

اب ملوکیت کا کوئی نام تک لیتا نہیں
ہر غرور و کبر و نخوت کا یہی انجام ہے

آج دنیا میں جو نفرت جنگ سے ہے ہر طرف
یہ حسنؑ کے اسوۂ کامل کا فیضِ عام ہے

کیوں مسخر ہوں ان کے چاند سورج کہکشاں
زیرِ فرمانِ امامت گردشِ ایام ہے

ہیں مرے چاروں طرف انوارِ حق کی بارشیں
زیبِ تن میرے مودت کا حسیں احرام ہے

پیرو اہلِ یقیں کو ہو گماں سے کیا غرض؟
میرا ایمانِ مکمل قاطعِ اوہام ہے

مدحتِ آلِ محمدؐ کا سراسر ہے کرم
میرے شعروں میں سحر جو خوشبوئے الہام ہے

امامِ صلح

ہر دل میں جاگزیں ہو اگر احترامِ صلح
دنیا میں چارسو نظر آئے قیامِ صلح

پہنچے ہر اک بشر کو جہاں میں سلامِ صلح
اسلام کا پیام ہے گویا پیامِ صلح

تاریخ کہہ رہی ہے بفیضِ امامِ صلح
لوحِ جہاں پہ ثبت ہوا ہے دوامِ صلح

سیراب جس سے اب بھی ہے ہر تشنہ کام صلح
معمور زندگی سے حسن کا ہے جامِ صلح

انصاف کی نگاہ سے دیکھے اگر کوئی
سارا نظامِ دینِ خدا ہے نظامِ صلح

اب بھی پکارتی ہے یہ روحِ بشر سنو!
ہے تیغِ جنگ سے کہیں بڑھ کر نیامِ صلح

طاغوت کو شکست سے جس نے ہلا دیا
اس شخصیت کے ہاتھ رہی ہے زمامِ صلح

ملبوس ہیں وہ لوگ ریا کے لباس میں
جو جنگ چھیڑتے ہیں جہاں میں بنامِ صلح

انسانیت کے درد کا جن کو شعور ہے
وہ جانتے ہیں زیست میں کیا ہے مقامِ صلح

جنگ وجدال سے نہیں اس کو غرض کوئی
میرا کلام گویا سحر ہے کلامِ صلح

طلوعِ سحرؑ

آزادیِ وجودِ بشر ہے حسینؑ سے
روشن چراغِ فکرونظر ہے حسینؑ سے

لرزاں ہے اس کے سامنے باطل کا کروفر
شر کا نظام زیروزبر ہے حسینؑ سے

مظلوم اس کے نام سے پاتے ہیں عافیت
جبروستم کو آج بھی ڈر ہے حسینؑ سے

جاتے ہیں اس سے ہو کے عزیمت کے راستے
کس اہلِ حریت کو مفر ہے حسینؑ سے؟

دشتِ بلا کی خاک سے نیزے کی نوک تک
معراجِ بندگی کا سفر ہے حسینؑ سے

شانوں سے کٹ کے محوِ تلاوت ہے ایک سر
یہ نطق کا عجیب ہنر ہے حسینؑ سے

دوزخ کی آگ چھو نہیں سکتی کبھی اسے
الفت ذرا بھی دل میں اگر ہے حسینؑ سے

اشکِ عزا نہیں تو یہ آنکھیں فضول ہیں
ان سیپیوں میں آبِ گہر ہے حسینؑ سے

ہے اس کی یاد میرے لئے وجہِ صد سکوں
آباد میرے دل کا نگر ہے حسینؑ سے

سوچا ہی تھا کہ ہوگئیں مقبول بارگہ
میری دعاؤں میں یہ اثر ہے حسینؑ سے

اپنی جگہ اہم ہے ہر اک ابتلا مگر
کرب وبلا کا نام امر ہے حسینؑ سے

شہ کے دمکتے خون نے ثابت یہ کردیا
یہ آب و تابِ شمس قمر ہے حسینؑ سے

ہے شب کی ظلمتوں کی علامت یزیدیت
اور منظرِ طلوعِ سحر ہے حسینؑ سے

شبیرؑ

بندۂ رحمٰن وہ، رحمٰن ہے شبیرؑ کا
گویا عرفانِ خدا عرفان ہے شبیرؑ کا

اس کی رگ رگ میں لہو ہر آن ہے شبیرؑ کا
دینِ حق زندہ ہے، یہ احسان ہے شبیرؑ کا

صبر وتسلیم ورضا وعزم وایثار ووفا
راہِ حق میں یہ سر وسامان ہے شبیرؑ کا

ہر ورق تاریخ کا دیکھا ہے ہم نے غور سے
قصۂ اسلام پر عنوان ہے شبیرؑ کا

راہِ حق میں اپنا سر دے کر یہ ثابت کر دیا
کربلا تو اصل میں میدان ہے شبیرؑ کا

حق کی قوت نے ہی باطل کو شکستِ فاش دی
حق کی قوت پر ہی بس ایمان ہے شبیرؑ کا

حُر کو شہؑ نے دی بشارت جنت الفردوس کی
کیوں نہ ہوں آخر کہ وہ مہمان ہے شبیرؑ کا

نوکِ نیزہ پر نظر آتا ہے جو محوِ کلام
ایسا قاری اصل میں قرآن ہے شبیرؑ کا

ظالموں کے ساتھ رہنا ظلم سے کچھ کم نہیں
گونجتا ہے اب بھی جو، فرمان ہے شبیرؑ کا

بیعتِ فاسق کسی بھی حال میں ممکن نہیں
دہر میں یہ آج بھی اعلان ہے شبیرؑ کا

ظلم کے خاشاک کو آخر بہا لے جائے گا
سیلِ حریت کہ جو طوفان ہے شبیرؑ کا

کس قدر دشوار ان کی راہ کی ہے پیروی
نام لینا تو بہت آسان ہے شبیرؑ کا

ہر سخن معمور ان کے تذکرے سے ہے سحرؔ
یہ مرا دیواں نہیں دیوان ہے شبیرؑ کا

علمدار

پنجہ ہی علَم کا نہیں عکاسِ علمدار
اڑتے ہوئے پرچم میں ہیں انفاسِ علمدار

اٹھتا ہی نہیں کوئی بھی گردابِ بلا اب
دریا کو بھی ہے آج تلک پاسِ علمدار

تکتی ہے ابھی راہ، لئے ہاتھ میں کوزہ
شاید ہے سکینۂ کو ابھی آسِ علمدار

لکھا ہے وفاؤں کا ہر اک حرف لہو سے
"پرچم کا پھریرا ہے کہ قرطاسِ علمدار"

بس دو ہی جری کرب وبلا کا ہیں خلاصہ
اک شاہِ ہدیٰ ایک ہے عباسِ علمدار

ہیبت سے ہر اک حرف سحؔر کانپ رہا ہے
ہے میرے قصیدے کو بھی احساسِ علمدار

عباسؑ

ایثار کی ایک ایک ادا لے گئے عباسؑ
ساتھ اپنے محبت کی انا لے گئے عباسؑ

چہرے پہ شجاعت کو سجا لے گئے عباسؑ
آنکھوں میں حمیت کو بسا لے گئے عباسؑ

اخلاص و کرم صبر و رضا لے گئے عباسؑ
ہمراہ سب اسبابِ وفا لے گئے عباسؑ

لوٹ آئیں لئے خیر سے مشکیزۂ معصوم
دریا پہ یہ بچوں کی صدا لے گئے عباسؑ

عاشور کی بھی دھوپ بھلا کیا انہیں کہتی؟
سر پر جو دعاؤں کی ردا لے گئے عباسؑ

مقتل میں دکھائی نہیں دیتا انہیں کچھ بھی
شبیرؑ کی آنکھوں کی ضیا لے گئے عباسؑ

دھندلا سا نظر آتا ہے بعد اُن کے ہر اک عکس
آئینۂ کربل کی جِلا لے گئے عباسؑ

دریا میں وہ پہلی سی روانی ہے نہ وہ جوش
دریا کو تو ساتھ اپنے بہا لے گئے عباسؑ

اب حشر تلک یونہی سحر اڑتا رہے گا
پرچم کو جو ہاتھوں میں اٹھا لے گئے عباسؑ

شہزادیٔ مظلومؑ

جُھومر ہے چمکتا ہوا دنیائے نسا کا
شہزادی ! ترے سر پہ جو ہے تاج وفا کا

اے پیکرِ صد شرم وحیا! غیرتِ مریمؑ !
دنیا نے لیا تجھ سے سبق شرم وحیا کا

سورج نے بھی دیکھا نہ ترا چہرۂ اقدس
پر تو نے کیا سامنا دربارِ جفا کا

اے بھائی کی ہمراز بہن بھائی کی غمخوار!
غربت میں ہے تو عزم شہؑ کرب وبلا کا

شہزادیٔ مظلوم! تو ہے اُمِ مصائب
چرچا ہے زمانے میں ترے صبرو رضا کا

ہنگامۂ عاشور میں جو چھن گئی سر سے
سایہ ہے زمانے میں تری پاک ردا کا

ہے خاک تری مرقدِ اطہر کی منور
سرمہ ہے حقیقت میں یہی چشمِ وفا کا

صد رشکِ سحر آج تلک ہے وہ یقیناً
پھیلا جو اجالا ترے نقشِ کفِ پا کا

(دمشق: مقامِ سیدہؑ)

امامِ آخرینؑ

الٰہی ہم کو اہلِ بیت سے کچھ ایسی نسبت ہو
ارادت ہو عقیدت ہو محبت ہو مودت ہو

بشر کی اک سے اک اعلیٰ صفت آلِ عبا میں ہے
شراف ہو نجابت ہو سیادت ہو سعادت ہو

ہر اک اعزاز کو ہے نازان کی ذاتِ اقدس پر
عبادت ہو ریاضت ہو شہادت ہو امامت ہو

ہے ان پر ختم ہر اک عظمتِ کردار کا پہلو
صداقت ہو عدالت ہو شجاعت ہو سخاوت ہو

فضیلت ایک سے اک بڑھ کے ان کی شخصیت میں ہے
فصاحت ہو بلاغت ہو خطابت ہو قیادت ہو

نگاہوں کو نہ جس کے دیکھنے کی تاب ہو ہرگز
نہ پھر کیوں زیبِ تن اُس ذات کے ملبوسِ غیبت ہو؟

جہاں کی رہنمائی کو جو رشکِ خضر ہو ہستی
بھلا کیونکر نہ دنیا کیلئے وہ حق کی حجت ہو؟

زمانے بھر کے دریا جن کے ہوں زیرِ نگیں ٹھہرے
ہر اک گرداب پر طاری نہ کیسے ان کی ہیبت ہو؟

مصلےٰ جن کا ہو آبِ رواں کی نرم لہروں پر
نثار اس ذات پر کیونکر نہ پھر روحِ عبادت ہو؟

زمانہ دیکھتا ہے راہ جس ہستی کی صدیوں سے
ہمارے دل میں اس کی دید کی کیسے نہ حسرت ہو؟

زمیں کیا آسماں بھی تابع فرمان ہیں جس کے
نہ کیسے ایسی ہستی کی دلوں پر پھر حکومت ہو؟

امامِ آخریں کا انتظار اہلِ نظر کو ہے
کہ دنیا میں ہر اک سو عدل و احساں کی حکومت ہو

امامِ عصر کی ہوجائے ہم کو معرفت حاصل
ہمارے دل میں گر جلوہ فگن نورِ بصیرت ہو

ہماری روح کا گلزار بھی شاداب ہوجائے
مسیحائے دو عالم کی اگر چشمِ عنایت ہو

نگاہِ منتظر کب سے جمی ہے بابِ کعبہ پر
''خدایا عشق کے احرام میں ان کی زیارت ہو''

ظہوران کا اگر مشروط ہے قربِ قیامت سے
تو دل کہتا ہے بے شک آج ہی برپا قیامت ہو

سحؔر ان کی نظر کیسے نہ ہو پھر ہر عریضے پر
کہ جب ان میں دلوں کی ایک اک دھڑکن عبارت ہو

روشنی کا سرچشمہؑ

جو دو جہاں کے سفید وسیاہ دیکھتے ہیں
انہی کو غور سے شام و پگاہ دیکھتے ہیں

سخی کے سامنے کب سے کھڑے ہیں کاسہ بدست
فقط گدا ہی نہیں ان کو شاہ دیکھتے ہیں

چمک اٹھیں گے یہ ذرے بھی روشنی پا کر
تمام اہلِ نظر ان کی راہ دیکھتے ہیں

غبار آئے نظر میرِ کارواں کا کہیں
نگاہ والے بحدِ نگاہ دیکھتے ہیں

وہ کیوں نہ ہوں گے بھلا روشنی کا سرچشمہ
فلک سے جھک کے جنہیں مہر و ماہ دیکھتے ہیں

جوذات گردشِ ارض وسما کی ہے محور
زمانے بن کے اُسے گردِ راہ دیکھتے ہیں

سنا ہے ہوگا ظہور ان کا عین کعبے میں
سو ہر طواف میں ہم جلوہ گاہ دیکھتے ہیں

بھلا ہے ان کے سوا کون غم کے ماروں کا؟
ہم ان کی ذات میں اپنی پناہ دیکھتے ہیں

جو اہلِ دل ہیں وہ اب بھی ہر ایک مشکل میں
انہی کی سمت بحالِ تباہ دیکھتے ہیں

ہیں میرے حرفِ سحر یوں نگاہ میں ان کی
امیر جیسے کہ اپنی سپاہ دیکھتے ہیں

خورشید جہاں تاب

مولا کی ہر اک چاہنے والے پہ نظر ہے
خورشیدِ جہاں تاب کی ذرے پہ نظر ہے

واقف ہیں کچھ اس طرح مرے حال سے آقاؑ
جس طرح کسی بحر کی قطرے پہ نظر ہے

ہر آنکھ میں اک شوق ہے ہر دل میں تمنا
کب آپ کا دیدار ہو کعبے پہ نظر ہے

وہ ہستیِ اقدس ہے کہاں محوِ عبادت؟
ہر لہر کی پانی کے مصلے پہ نظر ہے

وہ چاہے تو پل بھر میں تلاطم سے رہا ہو
ملاح کی اک ایک سفینے پہ نظر ہے

کب ان کا جواب آئے گا مولا کی طرف سے؟
بہتے ہوئے ہر ایک عریضے پہ نظر ہے

جیسے کہ نکل آئے گا مہتاب افق سے
اس طرح مری غیب کے پردے پہ نظر ہے

تصدیق کریں جس کی امامت کی مسیحا
اس ذات کی اک ایک صحیفے پہ نظر ہے

کیوں زیر نگیں اس کے نہ ہو گردشِ دوراں؟
جس کی کہ گزرتے ہوئے لمحے پہ نظر ہے

ہوگی کبھی ظلمتِ گہِ ایام بھی روشن
دن رات امامت کے اُجالے پہ نظر ہے

کیسے نہ بجھے عدل کی شمشیر سے آخر؟
جب ان کی ہر اک ظلم کے شعلے پہ نظر ہے

کب حکمت و دانش کے جواہر ہوں برآمد؟
ہر عصر کی اک خفیہ خزینے پہ نظر ہے

اس جیسا کسی اور کا سجدہ نہیں دیکھا
تاریخ کی شبیرؑ کے سجدے پہ نظر ہے

تشریحِ معانی جو ہے درکار وفا کی
عباسؑ کے پرچم کے پھریرے پہ نظر ہے

کیسے نہ میں محتاط قصیدے میں سحَر ہوں
شہؑ کی مرے اک ایک جو مصرعے پہ نظر ہے

سالارِ کارواںؑ

سورج نہیں زمیں نہیں آسماں نہیں
حجت اگر نہ ہو تو زمان و مکاں نہیں

کس طرح پھر نظام یہ قائم جہاں کا ہے
معبود و عبد کے جو کوئی درمیاں نہیں

ان کے بغیر کیسے مہ و سال کا سفر؟
سالار گر نہیں تو کوئی کارواں نہیں

کیوں سختیوں میں ہے ہمیں احساسِ عافیت؟
سر پر ہمارے ان کا اگر سائباں نہیں

پھر کون ہے دلوں پہ حکومت جو کر سکے؟
اس سلطنت پہ آپ اگر حکمراں نہیں

پنہاں اگرچہ ظاہری آنکھوں سے ہے مگر
"وہ پردہ دار دل کی نظر سے نہاں نہیں"

مولا کی سمت محوِ سفر ہیں ہمارے دل
دریا کی موج پر یہ عریضے رواں نہیں

آجایئے کہ ایک زمانہ ہے منتظر
اب اور قلبِ وقت میں تاب وتواں نہیں

صد شکر اُسکی فکر کا محور ہیں اہلِ بیت
ان کے سوا کسی کا سحؔر مدح خواں نہیں

نورِ حق

عسکری کے گھر جو نورِ حق ہویدا ہوگیا
دیکھتے ہی دیکھتے ہرسو سویرا ہوگیا

بارھواں گل شاخِ نخلِ معرفت پر کیا کھلا
گلشنِ دینِ محمدؐ پھر سے تازہ ہوگیا

نیمۂ شعبان میں وہ چاند اترا عرش سے
چاندنی سے جس کی عالم میں اجالا ہوگیا

ڈوبتی نبضیں زمانے کی تھیں کب سے منتظر
فخرِ عیسیٰ آئے تو بیمار اچھا ہوگیا

جیسے خوشبو پھیلتی ہے اور نظر آتی نہیں
یوں جہاں کے سامنے غیبت کا پردہ ہوگیا

کیوں نہ دریا ہوں بھلا اُس ذات کے زیرِ نگیں
پانیوں کی موج پر جس کا مصلا ہوگیا

عدل کے انوار سے بھر جائے گا تیرہ جہاں
حُسن جو پردے میں ہے گر جلوہ آرا ہوگیا

آپ کی آمد پہ ہی دارومدارِ حشر ہے
گویا ہر سو حشر کا ساماں مہیا ہوگیا

اشہبِ لیل ونہار ان کے ہے بس زیرِ عناں
اُس طرف ہوگا جدھر ان کا اشارہ ہوگیا

انتظار اک جان لیوا کیفیت کا نام ہے
اک صدی سے بڑھ کے گویا لمحہ لمحہ ہوگیا

دھڑکنیں خود میرے دل کے گرد ہیں محوِ طواف
''آپ دل میں آگئے تو دل بھی کعبہ ہوگیا''

یہ بھی اک اعجاز ہے اس نورِ عالم تاب کا
چاہنے والوں کا سینہ رشکِ سینا ہوگیا

ہم نہیں دنیا میں ہرگز بے نوا، بے آسرا
جب ہمارے سر پہ قائم ان کا سایہ ہوگیا

ہوگئے ہم پار آخر قلزمِ آلام سے
ہر عریضہ قلبِ مضطر کا سفینہ ہوگیا

وہ جب آئیں گے زمانے کو قرار آجائے گا
وقت کے ہر زخم کا گویا مداوا ہوگیا

صفحۂ قرطاس پر ان کا قصیدہ کیا لکھا
میرے اک لفظ کا روشن سراپا ہوگیا

مدحتِ آلِ محمدؐ کا سحر یہ فیض ہے
میں نے جو لکھا وہ بخشش کا وسیلہ ہوگیا

پنجتنی

ایماں مری پہچان ہے اسلام حوالہ
میں پنجتن پاک کا ہوں چاہنے والا
ہے باعثِ صد فخر کہ میں پنجتنی ہوں
میں پنجتنی پنجتنی پنجتنی ہوں

ہے روح کا رشتہ مرا دامانِ نبیؐ سے
ایمان کی نسبت ہے تو زہراؑ و علیؑ سے
اور دل کے تعلق سے حسینیؑ حسنیؑ ہوں
میں پنجتنی پنجتنی پنجتنی ہوں

رگ رگ میں مری آلِ نبیؐ سے ہے محبت
حسنینؑ سے زہراؑ سے علیؑ سے ہے مودت
خوش قسمت و خوش بخت مقدر کا دھنی ہوں
میں پنجتنی پنجتنی پنجتنی ہوں

دنیا کی طلب ہے نہ مجھے خواہش جنت
حاصل ہے ولا کی جو مجھے قیمتی دولت
زردار ہوں اتنا کہ دو عالم سے غنی ہوں
میں پنجتنی پنجتنی پنجتنی ہوں

مشہد کہ نجف کرب و بلا ہو کہ ہو بغداد
انوار سے ان کے ہے سحر دل مرا آباد
ہے جان مدینے میں مری میں مدنی ہوں
میں پنجتنی پنجتنی پنجتنی ہوں

میں ابوترابی ہوں

عکسِ آفتابی ہوں میں ابو ترابی ہوں
آسماں نصابی ہوں میں ابو ترابی ہوں

روح میں شہابی ہوں میں ابو ترابی ہوں
نگہ کا عقابی ہوں میں ابو ترابی ہوں

میرے ایک نعرے پر وقت جاگ اٹھتا ہے
ایک انقلابی ہوں میں ابو ترابی ہوں

میں غلامِ بوذرؓ ہوں میں فدائے قنبرؓ ہوں
خاکِ ہر صحابیؓ ہوں میں ابو ترابی ہوں

بس ہے بائے بسم اللہ میرے علم کا محور
کتنا اکتسابی ہوں میں ابو ترابی ہوں

اک تراب سے میرا بس ازل سے ہے رشتہ
آتشی نہ آبی ہوں میں ابو ترابی ہوں

مجھ سے ساری آبادی مجھ سے ساری شادابی
رمزِ کامیابی ہوں میں ابو ترابی ہوں

مے وِلا کی پی کر بھی ہوش میں سحر ہوں میں
کیسا میں شرابی ہوں میں ابو ترابی ہوں

ہم حسینیؑ ہیں

مئے ولا سے ہیں سرشار ہم حسینیؑ ہیں
ہے پنجتن سے ہمیں پیار ہم حسینیؑ ہیں

ہمارے فکر و نظر میں ہے حریت کا نور
نگاہ و دل بھی ہیں بیدار ہم حسینیؑ ہیں

نبیؐ کے ماننے والے ہیں مرتضیٰؑ کے غلام
مثالِ بوذرؓ و عمارؓ ہم حسینیؑ ہیں

خدا بچائے گا ہم کو ہر ایک آفت سے
طفیلِ عابدِؑ بیمار ہم حسینیؑ ہیں

یزیدیت کا نشاں تک مٹا کے رکھ دیں گے
ہمیں نہ چھیڑو خبردار ہم حسینیؑ ہیں

ڈرا سکے گا نہ ہم کو جہاں کبھی، ہم ہیں
غلامِ حیدرؑ کرار ہم حسینیؑ ہیں

شریکِ غم ہیں علیؑ و نبیؐ و زہراؑ کے
حسینؑ کے ہیں عزادار ہم حسینیؑ ہیں

زمانہ خوب ہمیں جانتا ہے صدیوں سے
کہ ہم ہیں صاحبِ کردار ہم حسینیؑ ہیں

ہمیں کوئی نہیں جچتا سوائے آلِ نبیؐ
بلند اپنا ہے معیار ہم حسینیؑ ہیں

یہی ہماری ہے پہچان حُبِ حیدرؑ کی
ہمارے سر پہ ہے دستار ہم حسینیؑ ہیں

وہی زباں سے ہیں کہتے جو بات دل میں ہے
منافقت سے ہیں بیزار ہم حسینیؑ ہیں

خدائے پاک کے دینِ متیں کی حرمت پر
ہیں جان دینے کو تیار ہم حسینیؑ ہیں

حسنؑ حسینؑ بتولؑ و علیؑ کے شیدائی
فدائے سیدابرارؐ ہم حسینیؑ ہیں

رواں رگوں میں ہے کرب و بلا لہو کی طرح
ہمیں ہے غم سے سروکار ہم حسینیؑ ہیں

نبیؐ و آلِ نبی پر ہمارا ایماں ہے
ازل سے ہم ہیں وفادار ہم حسینیؑ ہیں

ہماری آنکھوں میں روشن ہیں آنسوؤں کے چراغ
مثالِ مطلعِ انوار ہم حسینیؑ ہیں

ہمارے سینوں پہ کھلتے ہیں داغ ماتم کے
کہ ہم ہیں شاہؑ کے غمخوار ہم حسینیؑ ہیں

رہیں گے فاتح و غالب کہ ہم ہیں حزب اللہ
ہیں ایک لشکرِ جرار ہم حسینیؑ ہیں

ہمارا عزم مصمم ہے سامنے شر کے
رہیں گے برسرِ پیکار ہم حسینیؑ ہیں

نہ کیسے ہم ہوں اصول و فروع کے پابند
کہ ہم ہیں دیں کے مددگار ہم حسینیؑ ہیں

غمِ حسینؑ کی حاصل ہے بے بہا دولت
ہم ایسا کون ہے زردار ہم حسینیؑ ہیں

ہمیشہ پرچمِ حق کو رہیں گے لہراتے
وفا کے ہم ہیں علمدار ہم حسینیؑ ہیں

سرے سے کاٹ کے رکھ دیں گے ہم رگِ باطل
ہمارے اشک ہیں تلوار ہم حسینیؑ ہیں

مدینہ و نجف و کربلا و سامرہ
ہیں ان بلاد کے زوار ہم حسینیؑ ہیں

ثبات و جرأت و صبر و رضا کے ہیں پیکر
حسینیت کا ہیں پندار ہم حسینیؑ ہیں

ہمارے صبر کا طاری ہے دبدبہ ان پر
لرز رہے ہیں ستم گار ہم حسینیؑ ہیں

ستائے لاکھ زمانہ ہمیں مظالم سے
یہی کہیں گے ہر اک بار ہم حسینیؑ ہیں

جو روحِ دیں ہے اسے ہم ہی جانتے ہیں خوب
کہ ہم ہیں واقفِ اسرار ہم حسینیؑ ہیں

کسی طرح ہمیں باطل جھکا نہیں سکتا
کہ ہم ہیں حق کے پرستار ہم حسینیؑ ہیں

فقط زبان سے کرتے نہیں یہ دعویٰ ہم
ہے دل سے بھی ہمیں اقرار ہم حسینیؑ ہیں

حسینؑ ابن علیؑ کے ہیں ماننے والے
ہمیں ہے جبر سے انکار ہم حسینیؑ ہیں

سلام و منقبت و مرثیہ کہ نوحہ سحرؔ
ہمارے فن کے ہیں شہکار ہم حسینیؑ ہیں

سلام

☆

شہیدِ کرب و بلا کے غم میں جو اشک آنکھوں میں آ رہا ہے
جہانِ ظلم و ستم کو یہ سیلِ تند بن کر بہا رہا ہے

کوئی ستارہ جو آسمانوں کے طاق میں ٹمٹما رہا ہے
وہ شاہِ کرب و بلا کے ماتم میں اپنی ہستی مٹا رہا ہے

حسینؑ خیمے میں ایک جانب جو شمعِ محفل بجھا رہا ہے
تو ساتھ ہی عزم و حریت کے چراغ کتنے جلا رہا ہے

نبیؐ و آلِ نبیؐ میں ہے نورِ خالقِ دو جہاں کا جلوہ
”انہی چراغوں سے لو لگا کر چراغِ حق جگمگا رہا ہے“

حسینؑ کا ہے جو نامِ نامی ہے اس قدر دل نشین و دلکش
کہ نقشِ جاوید بن کے اب بھی ہر ایک دل میں سما رہا ہے

صدائے حق کو دبا سکے گی نہ تیرِ جور و جفا کی بارش
یزیدیوں کے ستم پہ اصغر ابھی تلک مسکرا رہا ہے

یہ کس کا سر ہے بلند نیزے کی نوک پر اے جہان والو!
کہ اس کی تعظیم میں فلک بھی خود اپنے سر کو جھکا رہا ہے

علم کے پنجے کے ساتھ ہی جو بندھی ہے ننھی سی مشک اب تک
یہ منظرِ غم فزا کسی کی وفا کا قصہ سنا رہا ہے

سحرؔ اسے روحِ سیدہ کا ملا ہے اعزازِ میزبانی
حسینؑ ابن علیؑ کے غم میں جو فرشِ ماتم بچھا رہا ہے

☆

یوں لہوِ شبیرؑ کا پتھر یہ ہے ٹھہرا ہوا
جس طرح رنگِ شفق منظر پہ ہے ٹھہرا ہوا

قطرہ قطرہ بہہ رہا ہے تازہ خونِ کربلا
اور اس کا نقش اک پتھر پہ ہے ٹھہرا ہوا

اہلِ دل کے واسطے اک آئنے سے کم نہیں
عکس ہے نایاب جو پتھر پہ ہے ٹھہرا ہوا

دیکھنے میں گوکئی صدیاں سفر طے کر گئیں
وقت لیکن اب بھی اس پتھر پہ ہے ٹھہرا ہوا

ضبطِ غم سے جھلملا اٹھے ہیں اشکوں کے چراغ
جیسے سیلِ درد چشمِ تر پہ ہے ٹھہرا ہوا

آسمانوں کے لئے بھی جو ہے اک بارِ گراں
خونِ مظلومی زمیں کے سر پہ ہے ٹھہرا ہوا

کیسا خونی عکس تھا آئینۂ عاشور کا
آج بھی جبریلؑ کے شہپر پہ ہے ٹھہرا ہوا

ڈھل نہیں سکتا ابد تک داغ ظلم وجور کا
نقش اس کا شمر کے خنجر پہ ہے ٹھہرا ہوا

اب بھی شاہد ہے حلب کا ایک اک دیوار ودر
رنگ ماتم کا یہاں ہر گھر پہ ہے ٹھہرا ہوا

اے شہِؑ کربل سحر پر بھی توجہ کی نظر
کب سے یہ سائل تمہارے در پہ ہے ٹھہرا ہوا

(حلب (شام) میں زیارتِ مقامِ راسِ حسینؑ کے موقع پر)

☆

ہمارے اشک اگر دل کے ترجماں ہوتے
وفورِ دردِ عالم سے وہ خوں فشاں ہوتے

ہماری خاک بھی صدر شکِ کہکشاں ہوتی
شہِ بدیٰ کے جو قدموں کے ہم نشاں ہوتے

غمِ حسینؑ میں اشکوں کی اپنی قیمت ہے
اگر نہ آنکھ سے بہتے تو رائیگاں ہوتے

کبھی کی کشتیٔ دیں غرق ہو چکی ہوتی
اگر نہ بازوئے عباسؑ بادباں ہوتے

اگر زمین پہ اصغرؑ کا خونِ گر جاتا
کہیں بھی سبزہ و گل اور نہ گلستاں ہوتے

نجوم بن کے سرِ آسماں چمک اٹھتے
اگر نہ سر شہدا کے سرِ سناں ہوتے

انہی کے دم سے ہے باقی وقارِ نوعِ بشر
اگر حسینؑ نہ ہوتے تو ہم کہاں ہوتے ؟

بھٹکتے پھرتے سحر رہروانِ حریت
اگر نہ ابنِ علیؑ میر کارواں ہوتے

☆

سلام دشتِ مصائب کے ان مکینوں کو
جنھوں نے دیں پہ لٹایا لہو خزینوں کو

ہو کربلا کہ نجف اہلِ حق کے قدموں نے
فلک مقام بنایا ہے ان زمینوں کو

بلند کٹ کے نہ کیوں ہو وہ سر دو عالم میں
شعورِ عجز کا جس نے دیا جبینوں کو

زمانہ سیکھنا چاہے تو سیکھے غازیؑ سے
وفا و مہر و محبت کے سب قرینوں کو

ہیں جن پہ ماتمِ شہؑ کے گلاب مہکے ہوئے
ریاضِ خلد سے نسبت ہے ایسے سینوں کو

لکھا ہے نامِ علیؑ جن کے بادبانوں پر
بھنور کا خوف بھلا کیا ہوان سفینوں کو ؟

تحر ہم آلِ پیمبرؐ کی مدح کی خاطر
سجائیں کیسے نہ الفاظ کے نگینوں کو ؟

☆

بکھری ہوئی ہے بوئے گلِ تر کہاں کہاں؟
گلزار کی فضا ہے معطر کہاں کہاں؟

مشہد، بقیع، سامرہ ، کرب و بلا، نجف
"ہے نورآفتابِ پیمبر کہاں کہاں"؟

ہے خاکِ دشت پر کبھی نیزے کی نوک پر
محوِ سفر حسینؑ کا ہے سر کہاں کہاں؟

اعجاز ہے یہ سب غمِ شاہِؑ شہید کا
آنکھوں سے بہہ رہے ہیں سمندر کہاں کہاں؟

آلامِ روزگار سے محشر کی دھوپ تک
تطہیر کی سروں پہ ہے چادر کہاں کہاں؟

دیکھا جو غور سے مرے پہلو میں تھا نہاں
میں ڈھونڈتا رہا ہوں ترا در کہاں کہاں؟

اک دن وفا کی راہ پہ چل کر تو دیکھئے
اس راستے میں ملتے ہیں رہبر کہاں کہاں؟

توصیفِ اہلِ بیتؑ کا یہ فیض ہے سحرؔ
قرطاس پر چمکتے ہیں گوہر کہاں کہاں؟

☆

سر ہے سجدے میں جاں کی بازی ہے
کوئی ایسا کہیں نمازی ہے؟

رہِ حق میں نہیں ہے جاں کی فکر
بے نیازی سی بے نیازی ہے

کیوں کرے گا وہ بیعتِ فاسق؟
خود جو سبطِ شہِؐ حجازی ہے

کربلا میں ہے اک شہید ایسا
اپنی جاں دے کے بھی جو غازی ہے

فکر ہے کربلا سحرؔ اپنی
وصف اپنا یہ امتیازی ہے

☆

خود اپنے خون کی دے کر زکات کو تو نے
طلوع کردیا خورشید رات کو تو نے

کیا جو تیغ کے سائے میں سجدۂ آخر
ہلادیا ہے دلِ کائنات کو تو نے

شکست برسرِ میدان موت کو دے کر
دوام بخش دیا ہے حیات کو تو نے

اگرچہ پیاس کے مارے تھے حلق میں کانٹے
نہ آنکھ اٹھا کے بھی دیکھا فرات کو تو نے

ثبات وعزم ورضا ووفا کے جوہر سے
بنایا لشکرِ جرار ذات کو تو نے

کیا ہے کعبۂ آزادئ بشر تعمیر
گِرا کے جبر کے لات ومنات کو تو نے

خدا کے دین کی حرمت پہ جاں تک دے دی
حسینؑ ! خوب نبھایا ہے بات کو تو نے

سحر کے شعر ہیں اب روشنی میں ڈوبے ہوئے
دیا وہ نورِ قلم اور دوات کو تو نے

☆

شعور و آگہی ہے کربلا سے
کہ عرفانِ خودی ہے کربلا سے

ابد تک دینِ حق زندہ رہے گا
پیامِ سرمدی ہے کربلا سے

اُجالا حق کا جو پھیلا ہوا ہے
یہ ساری روشنی ہے کربلا سے

کیا ہے جبر کا انکار شہؑ نے
وقارِ آدمی ہے کربلا سے

یہ شہؑ کا آخری سجدہ ہے کہتا
کمالِ بندگی ہے کربلا سے

غمِ شبیرؑ میں ہم جی رہے ہیں
ہماری زندگی ہے کربلا سے

رواں ہے دھڑکنوں میں نامِ سرورؑ
لہو کی تازگی ہے کربلا سے

سحرؔ شاہد سلام و مرثیہ ہیں
جمالِ شاعری ہے کربلا سے

☆

نبیؑ کے دل کا سُرور اور چین زندہ ہے
علیؑ و فاطمہؑ کا نورِ عین زندہ ہے

رہے گی گردشِ افلاک جب تلک باقی
جہاں میں ذکرِ شہِؑ مشرقین زندہ ہے

یزید وشمر زمانے سے مٹ گئے کب کے
ہر ایک عہد میں لیکن حسینؑ زندہ ہے

رہیں گے شاہؑ کے انصار بھی سدا زندہ
کہ نامِ جون وزہیرابنِ قین زندہ ہے

اٹھا تھا شامِ غریباں جو خیمۂ شہؑ سے
وہ شوروشین وہ نالہ وہ بین زندہ ہے

بلندیوں پہ ابھی تک ہے پرچمِ اسلام
یہ دینِ حق کا سحرزیب وزین زندہ ہے

☆

فطرت میں ہر بشر کی ہے میلانِ خیروشر
یہ جانتا ہے جس کو ہے عرفانِ خیروشر

دوقوتیں ہیں جس میں مقابل کھڑی ہوئی
کرب وبلا ہے اصل میں میدانِ خیروشر

تُلتے ہیں اس میں جو بھی ہیں کردارِ نیک وبد
یہ واقعہ ہے دہر میں میزانِ خیروشر

سچ اور جھوٹ صاف نظر آرہے ہیں آج
کس نے کیا ہے چاک گریبانِ خیروشر؟

آغوشِ مصطفیٰ کی جسے پرورش ملے
کیونکر نہ ایسا شخص ہو فرقانِ خیروشر

پہچانتے ہیں ہم حق وباطل کو دور سے
جزوِ یقین اپنا ہے ایمانِ خیروشر

اب یہ بشر کا کام ہے چاہے جو تھام لے
پھیلا ہوا ہے سامنے دامانِ خیروشر

یہ دیکھنا ہے ہم کو سحَرِ راہِ حق ہے کیا؟
دنیا میں ساتھ ہے سامانِ خیروشر

☆

صفِ عزائے زمیں سے بڑھ کر حسینؑ کا غم ہے آسماں پر
کہ دن ہو یا رات ابر باراں کی آنکھ پُرنم ہے آسماں پر

ہر ایک شب دم بدم ستاروں کا ٹوٹنا کہہ رہا ہے دیکھو!
ضرور یہ سوگ ہے کسی کا، کسی کا ماتم ہے آسماں پر

ہے گرم تپتی ہوئی زمیں پر حسینؑ سجدے میں زیرِ خنجر
یہ دیکھ کر دردناک منظر عجیب عالم ہے آسماں پر

زمیں کی مجلسوں سے بڑھ کر سرِ فلک مجلسیں ہیں برپا
یہ سلسلہ گریہ وبکا وفغاں کا ہردم ہے آسماں پر

شہید کے خون کی ہے سرخی شفق کی صورت میں جو عیاں ہے
سحر ہو یا شام اُڑ رہا ہے جو اس کا پرچم ہے آسماں پر

☆

کیا ہواؤں نے کربل میں شور و شین ایسا
سنا نہ پھر کبھی گوشِ فلک نے بین ایسا

یہ ممکنات کی دنیا میں ہو نہیں سکتا
یزید ایسے کی بیعت کرے حسینؑ ایسا

عطا کیا ہے خدا نے جو اپنے مرسلؐ کو
جہاں میں ہو گا کسی کا نہ نورِ عین ایسا

خدا کی راہ میں سب کچھ لٹا دیا جس نے
جہاں میں کوئی نہیں شاہِ مشرقینؑ ایسا

ملا جو کرب و بلا میں حسینؑ کے در پر
تمام عمر ملے گا نہ ہم کو چین ایسا

بفیضِ شاہ سحرؔ جگمگا رہے ہیں شعر
بھلا تھا پہلے کہاں ان میں زیب وزین ایسا

نوحہ

☆

سکینہؑ روتے روتے سو گئی ہے

سکوتِ مرگ ہے جو کربلا میں
خموشی ہے جو زنداں کی فضا میں
وہ کچھ کہتی نہیں چپ ہوگئی ہے
سکینہؑ روتے روتے سوگئی ہے

بہت ڈھونڈا اُسے خیموں کے اندر
بہت ڈھونڈا ہے مقتل کی زمیں پر
خدا جانے کہاں وہ کھوگئی ہے؟
سکینہؑ روتے روتے سوگئی ہے

سبھی کہتے ہیں جس کو غم کی ماری
بہت وہ اپنے بابا کی تھی پیاری
وہ بابا ہی سے ملنے کو گئی ہے
سکینہؑ روتے روتے سوگئی ہے

پریشاں ہے بہت حیران ہے وہ
پھٹا کرتا ہے زخمی جان ہے وہ
عدم کے راستے کو جو گئی ہے
سکینہؑ روتے روتے سوگئی ہے

دیارِ کربلا سے شام ہرسو
بہائے ہیں مسلسل اس نے آنسو
رخِ اسلام کویوں دھوگئی ہے
سکینہؑ روتے روتے سوگئی ہے

سحر یہ داغِ ماتم پھول بن کے
قیامت تک مہکتے ہی رہیں گے
دلوں میں غم وہ ایسے بوگئی ہے
سکینہؑ روتے روتے سوگئی ہے

☆

دیکھا جو بہت تشنہ شبیرؑ کے پیاروں کو
روتے ہوئے دیکھا ہے دریا کے کناروں کو

باطل کی ہوائیں ہیں اور حق کا گلستاں ہے
گھیرا ہے خزاؤں نے ایماں کی بہاروں کو
روتے ہوئے دیکھا ہے دریا کے کناروں کو

صحرا کی خموشی میں گھنگھور اندھیروں نے
بجھتے ہوئے دیکھا ہے عظمت کے ستاروں کو
روتے ہوئے دیکھا ہے دریا کے کناروں کو

ہیں دشت میں ہر جانب بے گوروکفن لاشے
یہ کس نے بکھیرا ہے قرآن کے پاروں کو
روتے ہوئے دیکھا ہے دریا کے کناروں کو

سرسبز ہواُ جن سے اسلام کا باغیچہ
کرتے ہیں سلام ایسے ہم خون کے دھاروں کو
روتے ہوئے دیکھا ہے دریا کے کناروں کو

یہ خرمنِ عصیاں کو اک روز جلادیں گے
رکھیں گے عزیز اپنے اشکوں کے شراروں کو
روتے ہوئے دیکھا ہے دریا کے کناروں کو

شبیرؑ کا ماتم ہے بس شام وسحر جاری
ہے کام یہی ہردم ہم درد کے ماروں کو
روتے ہوئے دیکھا ہے دریا کے کناروں کو

قطعات

ہو مرثیہ، سلام کہ نوحہ کہ منقبت
ہو حمد و نعت یا ہو قصیدے کی شاعری
دنیا و دیں میں باعثِ عزت ہے وہ سحر
کہتے ہیں لوگ جس کو عقیدے کی شاعری

☆

حسنؑ حسینؑ ہیں آنکھوں کی روشنی میری
دماغ فکرِ محمدؐ سے سرتاسر ہے شاد
ہے لب پہ نامِ علیؑ دل میں الفتِ زہراؑ
مرا وجود ہے اک شہر ”پنجتن آباد“

☆

فلک پہ اک اجالا رہ گیا ہے
گیا ہے چاند ہالہ رہ گیا ہے
ترے ہی خون کی تاثیر ہے یہ
ترے غم کا حوالہ رہ گیا ہے